صبح ولادت سے شام ہجرت تک

معارج النبوۃ

جلد دوم

حضرت مولانا ملا معین بن الواعظ الکاشفی الہروی رحمہ اللہ

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ - لاہور

صبح ولادت سے شام ہجرت تک

معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

کتاب ــــــ معارج النبوّت

مصنف ــــــ علامہ مُلّا معین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ــــــ مولانا حکیم محمد اصغر صاحب۔ فاروقی

موضوع ــــــ سیرت خواجہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

رکن ــــــ دوم، سوم، ولادت سے ہجرت تک

طابع ــــــ لکبائن پرنٹنگ پریس۔ لاہور

ناشر ــــــ مکتبہ نبویّہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

سالِ طبع اردو ــــــ سنہ ۲۰۰۰

صفحات ــــــ ۶۱۶

قیمت ــــــ ۱۸۰ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول

وحی کی ابتدائی کیفیت

بعثت سے ہجرت تک کے واقعات و حالات

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعثت کے چند پہلے دنوں میں مَیں جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتا وُہ مجھے السلام علیک یارسول اللہ کہتا۔ نزولِ وحی کے ایّام میں آپ جب کسی راستہ سے گزرتے تو ایسی آواز سُنتے جیسے کوئی شخص کہہ رہا ہو "یامحمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔ دائیں بائیں دیکھتے مگر کوئی شخص دکھائی نہ دیتا۔ گمان کا آپ پر غلبہ ہوتا تو آپ تیزی سے وہاں سے نکل جاتے۔ آپ نے اس صورت حال کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا اور فرمایا کہ "مجھے خدشہ ہے کہ کوئی آفت یا مصیبت نہ ٹوٹ پڑے"۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اطمینان فرمائیے آپ کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ آپ کو خیر و بھلائی حاصل ہوگی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نزولِ وحی سے پندرہ سال پہلے ہی سے آوازیں سنا کرتے مگر کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا تھا اور سات سال نزول وحی سے پہلے روشنی دیکھتے تھے جس سے دلی مسرت حاصل ہوتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وحی سے جو چیز سب سے پہلے ظاہر ہوئی وُہ سچے خواب تھے۔ خوب صورت مقامات اور اچھے واقعات صبح کے نور کی طرح ظہور پذیر ہوتے تھے۔ آپ کے ظاہر و باطن پر بزرگی اور استقامت کے دروازے کھلتے تھے۔ اس کا آغاز ماہِ ربیع الاوّل میں ہُوا۔

حکمتِ رؤیائے صادقہ قبل از وحی

سیّدالانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی سے پہلے سچے خوابوں میں یہ حکمت تھی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی الہام کے عادی ہو جائیں اور قلب اطہر نزول ملک سے انس پکڑے اور آپ کے نفس نفیس کا گھوڑا ریاضت کے چابک سے مطیع و فرمانبردار ہو جائے اور مقامِ دعوت میں بلند درجہ حاصل کریں۔

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک سات سال کی ہوئی، اسرافیل علیہ السلام کو آپ کی خدمت میں مقرر فرمایا گیا۔ تین سال آپ کی خدمت میں رہے کبھی کبھی آپ کے سامنے ظاہر ہوتے اور آپ سے باتیں کرتے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پندرہ سال ہوئی، خدا تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں رہنے لگے اُنیس سال کی عمر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیلؑ کی نگرانی اور دیکھ بھال میں پرورش پاتے رہے لیکن جبرائیل علیہ السلام اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے چالیس سال مکمل کر لیے اور درجہ کمال کو پہنچے حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ، اس وقت خود کو خدا تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کیا، جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

جب حق سبحانہ، وتعالیٰ کی پاک بارگاہ میں انس کا وقت قریب پہنچا اور خلوت سرائے ملکوت کے مقربین کے ساتھ مصاحبت کے وقت نے جلوہ دکھایا تو خلوت اور لوگوں سے علیحدگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند خاطر ہوئی۔ چنانچہ آپ نے غارِ حرا میں خلوت اختیار فرمائی، کئی کئی روز اور کئی کئی راتیں اس غار میں عبادت میں گزارتے۔ کچھ دن رات وہاں گزارنے کے بعد جب خیالاتِ عالیہ پر اہل وعیال کا شوق معلوم کرتے، گھر واپس آتے اور چند روز ان کے ساتھ گزارتے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے لیے پھر توشہ تیار کرتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لے جاتے، وہ ایسا غار ہے جس کی لمبائی چار گز اور چوڑائی بعض جگہ سے ۱½ گز اور بعض جگہ اس سے بھی کم ہے۔ مسجد حرام سے منیٰ جانے والے کے بائیں طرف مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار کی عبادت گاہ میں خلوت اختیار کرنا پسند آیا تو زیادہ وقت وہاں گزارتے ، یہاں تک کہ قریش کی عورتیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملامت کرنے لگیں ، کہنے لگیں ؛ اے سیدۂ عرب ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تُو نے انواع واقسام کے عمدہ اخلاق اور مہربانیوں سے نوازا ہے ، ملک و مال اور جاہ و جلال اس کی محبت میں قربان کر دیا ہے ، اب وہ تیرے ساتھ الفت و محبت سے نہیں رہتا ؛ اور جو اہلِ محبت کا طریقہ ہے اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جواب میں فرماتیں ؛ جو کچھ تم گمان کرتی ہو میرا دل اس سے مطمئن ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ مجلس سے اظہارِ نفرت اور محبت کے تعلق کو ختم کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ صبحِ سعادت کا اثر ہے جو سرداری کے مطلع سے طلوع ہوتی ہے۔ آفتابِ رسالت کے نکلنے کی علامات ہیں جو مشامِ جاں کو معطر کرتی ہیں۔ انجمن اقبال کے شعلوں کا عکس ہے جو دل کو منور و روشن کرتا ہے۔ سالہا سال سے اس تمنا کے بیج کو دل و جان کی زمین میں مَیں نے بویا ہے اور ایک دراز عرصہ سے خوشی و راحت اِسی خیال سے حاصل کی ہے ؎

کاروان وحی می آید ز غیب — لیک از دیدہ نہاں آید ہمی
نیکہ دیاں سوی ز شتان گہ روند — بلبل اندر گلستاں آید ہمی
وقت آں آمد کہ وحی سرّ غیب — جانب احمدؐ عیاں آید ہمی
ہمچو روغن درمیان جان شیر — لامکاں اندر مکاں آید ہمی
ہمچو عقل اندر میان جان و پوست
بے نشاں اندر نشاں آید ہمی

ایک روایت یہ ہے کہ ہر سال ایک ماہ مسلسل خلوت میں بیٹھتے اور اپنے اوقات کو عبادت میں گزارتے ، جب مہینہ ختم ہوتا تو لوٹ آتے ، سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرتے ، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے

پہاڑ میں گوشہ نشین ہونے میں مصالح

اہلِ اشارت نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہاڑ میں تنہائی و گوشہ گیری میں

چھ باتیں بیان کی ہیں:

۱۔ پہاڑوں کے وصف ثبات سے ثابت قدمی حاصل کرنا کیونکہ سلوک کی مہم کی بنیاد اسی سے وابستہ ہے۔

۲۔ عجیب وغریب مخلوقات اور انوکھی مصنوعات وہاں بکثرت ہیں ان میں غور و فکر اسرار کے دروازے کھلنے کا سبب ہوتا ہے۔

۳۔ عمدہ جواہرات اور بہترین کانیں کوشش واجتہاد سے حاصل ہوتی ہیں۔

۴۔ پہاڑوں سے چشمے اور دریا نکلتے ہیں جس سے سالک اس حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے کہ محنت ومشقت کے درخت بونے سے مشاہدے کے پھل حاصل ہوتے ہیں اور رنج ومحنت برداشت کرنے سے خزانہ مل جاتا ہے۔

۵۔ حوصلہ وبرداشت، زخم کھاکر موتی قربان کرنا پہاڑ کی صفت ہے، سالک کو اس سے وقار حاصل ہوتا ہے ؎

بر تو خوانم ز دفتر اخلاق　　آیتے در وفا و در بخشش
کم مباش از درخت سایہ فگن　　ہر کہ سنگت زند ثمر بخشش
ہر کہ بخراشدت جگر بجفا　　ہمچو کان کریم زر بخشش

۶۔ قاری کے ورد و وظائف سے موافقت کرتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے اُسے بلند آواز سے خود ادا کرتا ہے۔

ائمۂ دین کا اس امر میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح عبادت کیا کرتے تھے۔ بعض فرماتے ہیں کہ آپ کی عبادت مصنوعاتِ خداوندی میں غور و فکر تھا لیکن بعض غور وتفکر کے ساتھ ذکر کو بھی شامل کرتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ دل کی صفائی حاصل ہو ؎

روشنائیِ دل از ذکر میسر گردد　　لیکن آں ذکر کہ با فکر مقرر گردد
ذکر نوریست کہ گر در دل وجان شعلہ زند　　ظاہر و باطن ازاں نور منور گردد

ایک قول یہ ہے کہ ایسے نیک کام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات وحالات سے موافقت رکھتے، کیا کرتے تھے۔ پہلی شریعتوں میں سے کسی شریعت پر آپ نے عمل کیا یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کسی سابقہ شریعت پر عمل نہیں کیا۔ کیونکہ جو ذات خود مقتدا ہے اس کے لیے یہ مناسب نہیں کہ مقتدی بنے۔ لیکن بعض علماء نے فبھدٰھم اقتدہ (پس ان کی ہدایت کی اقتداء کیجیے) کے مطابق آپ کے لیے دُوسری شریعتوں کی پیروی جائز قرار دی ہے مگر کسی خاص شریعت کا تعیّن نہیں کیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر عمل کیا۔ بڑے بڑے ائمہ نے اسے پسند کیا۔ بعض حضرت عیسٰی علیہ السلام اور بعض حضرت موسٰی علیہ السلام اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت پر عمل کیا بعض کا خیال ہے کہ تمام انبیاء کی شریعتوں پر آپ نے عمل کیا۔ بعض بزرگ اس مسئلہ میں توقف زیادہ مناسب خیال فرماتے ہیں۔ واللہ اعلم علی اختلاف الاتاویل۔

مرکزِ دائرۂ عظمت وجلال نے مخلوقات سے علیحدگی اختیار فرمائی اور قاب قوسین او ادنیٰ کے عنقا نے غارِ حرا میں تنہائی اختیار فرمائی تو قلبِ انور پر اس قدر انوارِ الٰہیہ اور اسرارِ وحدت کا نزول ہوا کہ ماسوٰی کے تمام نشانات دل سے محو ہو گئے۔ قدیم نور کے ظہور میں امکان کے رسوم کی تاریکیاں معدوم ہو گئیں ؎

چو نورِ مطلع عرفان ظہور خواہد کرد   ہزار ظلمت اگر ہست نور خواہد کرد
شرابِ عشق دلش راچناں مطہر ساخت   کہ در بہشت شرابِ طہور خواہد کرد

لوگوں سے بیزاری اور بے تعلقی کی بنا پر عرب کے ذہین لوگوں نے از خود محسوس کر لیا کہ الا ان محمدًا اقد عشق ربہ (بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گئے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خدا کی عبادت میں ہمہ تن مصروف رہتے اور پرچم محبت و اُلفت، دوستی کی فضا میں بلند رکھتے کہ کلمۃ اللہ ھی العلیا (اللہ کا کلمہ ہی بلند و بالا ہے) یہاں تک کہ آپ کا ضمیر وحی الٰہی کی آیات کا مستقر بن گیا اور رُوح الامین کی خدا تعالیٰ کے امر و نہی کے ساتھ آمد و رفت سے آپ کا دل قرآنی آیات کے موتیوں سے آراستہ ہوا ؎

چو زنگار ز آئینۂ دل زدود   جمال حقیقت بجلی نمود
رخ از نورِ عزت بر افروختہ   علوم لدنی در آموختہ
خدائے کہ ہستی پدیدار کرد   زبہر وے ایں سکہ بر کار کرد

وجودش ز دریائے رحمت نشاں — کہ رحمت بران ابر دریا فشاں
فرو خواندہ دیباچۂ غیب را — رقم کردہ توقیع لا ریب را
ہمہ لوحِ محفوظ در شانِ او — سیاہ و سفیدِ جہاں زانِ او
زباغِ رخش ہست بستان گلی — دراں باغ روح الامین بلبلی

کرم بین کہ احسان اُمت پناہ
گنہ ما کنیم او بود عذر خواہ

نزولِ وحی سیرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے علمائے فن نے فرمایا ہے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچی تو چھ ماہ تک خواب میں وحی آتی رہی۔ اس حساب سے سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصّہ ہُوئے کیونکہ تئیس سالہ دورِ نبوت کی چھیالیس ششماہی بنتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام ہفتہ یا اتوار کی رات ماہِ رمضان میں غارِ حرا میں حضور علیہ السلام پر نازل ہُوئے لیکن باہمی گفت گو نہ ہُوئی۔ پھر دوشنبہ رمضان المبارک کی ساتویں تاریخ کو غارِ حرا میں جبرائیل امین اس وقت تشریف لائے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ کی غرض سے استراحت فرما رہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام پیچھے سے تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آہٹ محسوس کر کے سیدھے اُٹھ بیٹھے۔ دائیں بائیں دیکھا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر لیٹ گئے، جبرائیل امین دوبارہ آئے اور فرمایا:
"قُم یا مُحمّد" (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھیے)۔ آپ اٹھ بیٹھے ایک شخص کو آدمی کی شکل میں دیکھا آپ کے سامنے سے چلا، اُس کا سر آسمان میں تھا، اس نے اپنے پروں کو کھولا جنھوں نے مشرق و مغرب کو گھیر لیا۔ اُس کی لمبائی چوڑائی اور شکل اس طرز پر تھی کہ اس کے پاؤں زرد، بال سبز، پیشانی اُجلی اور رخسار نورانی تھے، دانت سفید اور چمکدار، سر کے بال مرجان کی طرح سرخ اور گردن سُرخ یاقوت سی تھی، اس کی دو آنکھوں کے درمیان "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

بعض روایات میں جبرئیل علیہ السلام کی شکل و صورت اس طرح بیان کی گئی ہے

گھنگھریالے گیسو، آنکھیں سرمگیں، آپ کے وجود کا نور فرشتوں کے درمیان ایسا ہے جیسے تاریکیوں میں سورج، آپ کے چھ لاکھ بازو ہیں، ہر بازو کے اتنے ہی پر ہیں، ان پروں میں سے سب سے چھوٹا پر اتنا بڑا ہے کہ تمام دنیا کو ڈھانپ سکتا ہے۔ آپ کے سر مبارک پر آراستہ تاج ہے۔ آپ کا ازار بزرگی اور وقار کی علامت ہے اور بطانہ رحمت سے ہے۔ آپ میں اس قدر طاقت و قوت ہے کہ آپ اپنے سب سے چھوٹے بازو کے سب سے چھوٹے پر کے سب سے چھوٹے ریشہ سے قومِ لوط کے چار شہروں کو زمین سے اکھاڑ کر آسمان پر لے گئے اور وہاں رو کے رکھا، پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے اُلٹا دیا۔ ان چار شہروں کے وزن کے متعلق آپ سے پوچھا گیا۔ فرمایا: اس کا بوجھ مجھ پر اس قدر تھا جیسے کسی شخص پر مچھر بیٹھ جائے۔

الغرض جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شکل و صورت دیکھی تو اس کے جسم کی بڑائی سے ڈرے اور فرمایا: من انت رحمك الله فانی لم ار شيئا قط اعظم منك خلقا ولا احسن منك وجها۔ "آپ کون ہیں میں نے آپ سے زیادہ کوئی خوب صورت چیز دیکھی ہے اور نہ بڑی"۔ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: انا روح الامین المنزل علیٰ جمیع النبیین والمرسلین اقراء یا محمد (میں رُوح الامین ہُوں جو تمام انبیاء اور مرسلین پر اترا ہوں) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پڑھیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیسے پڑھوں جبکہ میں پڑھا ہوا نہیں ہُوں، جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کے نیچے سے ایک مکتوب نکالا جو بہشت کے زمرد سے بنایا گیا تھا اور جسے جواہرات و یاقوت سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! پڑھیے"۔ آپ نے فرمایا: "میں پڑھا ہُوا نہیں ہُوں اور پھر اس خط میں تو مجھے کچھ لکھا ہُوا دکھائی نہیں دیتا"۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگایا اور بھینچا قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جاتے۔ پھر چھوڑ دیا۔ پھر کہا: پڑھیے۔ آپ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرائیل امین نے پھر آپ کو سینے سے لگا کر بھینچا۔ تیسری مرتبہ ایسا ہی کیا پھر فرمایا: اقراء باسم ربك الذی خلق خلق الانسان

من علق اقراء وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ۵

حکمتِ فشردن

بعض بزرگوں نے بھینچنے میں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ "آپ کا دل مبارک مستعد ہو جائے اور نیت کو مزید سچائی اور ہمت کو بلندی عطا کی جائے۔ تین بار تکرار میں یہ حکمت مخفی کہ آپ کا نفس نفیس تین درجات امّارہ، لوّامہ اور ملہمہ کو نظر انداز کر کے درجۂ اطمینان حاصل کرے"۔ اس کے بعد آپ پر کلامِ الٰہی اُترا تو آپ کا دل پُرسکون تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے اس سے "سُنا" پتھر میں لکیر کی مانند دل میں نقش ہو گیا۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا جس میں رُوح الامین نے وضو کیا۔ وضو کرتے وقت آپ نے کلی کی ناک میں پانی ڈالا، چہرہ، دونوں ہاتھ اور پاؤں تین تین بار دھوئے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طریق کی طرف رہنمائی کی۔ آپؐ نے بھی اسی طرح وضو کیا۔ جب وضو سے فارغ ہُوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے ایک چُلّو پانی لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر چھڑکا پھر آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی حضور علیہ السلام نے بھی آپ کی طرح نماز پڑھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! نماز اسی طرح ہے"۔ بعض روایات میں وضو اور نماز دوسری مرتبہ سکھائی گئی۔

روضۃ العلماء میں ہے کہ شرجبیل رضی اللہ عنہ نے حبشہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب بھیجا جس میں لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت پاک لکھ کر بھیجیں۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے ایک مکتوب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل تھا، بھیجا اور حضور علیہ السلام کے فرائض وسنن کے طریقے اس میں لکھے ان میں سے ایک یہ بات تھی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے لیے پانچ وقت کی نماز فرض کی اور مکمل وضو کرنے کا طریقہ بتایا۔ نماز جبرائیل علیہ السلام سے سیکھی اور وہ اس طرح کہ ابتدائے وحی میں جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوئے تو سُرخ سونے کا ایک تخت جس کے پائے سفید چاندی کے تھے اور اس میں زبرجد، لؤلو اور یاقوت کندہ تھے۔ اس تخت پر ریشم، دیبا، سندس اور استبرق کا فرش تھا آسمان سے اُترا اور میدانِ مکّہ میں بچھا دیا گیا۔

جبرائیل علیہ السلام نے اس پر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا سفید لؤلو، جوہر بیضا، سرخ یاقوت، سبز زبرجد کے چھ پر مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے تھے میں نے آپ کے سر مبارک میں دو گیسو دیکھے ایک آفتاب کی مانند سنہری اور دوسرا ماہتاب کی طرح سفید وشفاف۔ دونوں جواہر، یاقوت اور زبرجد سے آراستہ اور مشک، اذفر اور کافور سے معطر تھے۔ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تخت کے گرد صف بصف کھڑے تھے۔ اس کے بعد جبرائیل امین اٹھے اپنے پائے مبارک کو زمین پر مارا جس سے چشمہ بہہ نکلا۔ جبرائیل امین نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! دیکھیے اور جو کچھ پروردگار سے آپ کے لیے لایا ہوں اس کی تعلیم حاصل کیجئے، آپ کو اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے تین مرتبہ اس پانی سے ہاتھ دھوئے پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا اسی طرح کلائیوں کو کہنیوں تک سہ بار دھویا سر کا مسح کیا کانوں کے ظاہر اور باطن میں ایک مرتبہ مسح کیا اور تین مرتبہ پاؤں کو دھویا اس کے بعد اٹھے اور کہا "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و انك رسوله بالحق بعثك"۔ پھر فرمایا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح میں نے کیا ہے اسی طرح آپ بھی کریں اور جو کچھ میں نے کہا ہے آپ بھی اسے دہرائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے جبرائیل علیہ السلام کی طرح وضو کیا اور یہ کلمۂ شہادت پڑھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر (اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اگلے پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کر دیئے) جو شخص بھی اسی طرح وضو کریگا جیسے آپ نے کیا خدا تعالیٰ اس کے نئے، پرانے، ظاہر و پوشیدہ اور بھول کر یا جان بوجھ کر کیے ہوئے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے گوشت پوست کو آگ سے محفوظ رکھے گا اور اسے اپنے عذاب و عتاب سے اس وقت محفوظ رکھے گا جب آپ سے ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جبرائیل علیہ السلام میری نظروں سے غائب ہو گئے اُن کی ہیبت اور دہشت محسوس کی۔ میں ڈرا کر لوگ مجھے شعر و جنوں کی طرف

منسوب نہ کریں میں شاعر اور مجنون کو سب سے زیادہ بُرا سمجھتا تھا میں نے سوچا کہ ممکن ہے قریش اس قسم کے طعنے مجھے دیں اور ہر شخص ان کی اِن باتوں میں شریک ہو جائے اس خیال سے مجھے اس قدر اندوہ وغم پہنچا کہ پہاڑ کی چوٹی سے اپنے آپ کو گرانے کا ارادہ کر لیا۔ راستہ ہی میں آسمان سے ایک آواز سُنی، سر اُٹھا کر دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام ایک مرد کی شکل میں موجود تھے جنھوں نے قدم آسمان کے کنارے پر رکھے ہُوئے تھے اور یہ الفاظ فرما رہے تھے: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہُوں"۔ پس "میں راستہ میں ہی ٹھہر گیا اور خود کو پہاڑ سے گرانے سے رُک گیا، میں آسمان پر جس طرف بھی دیکھتا مجھے وہی صورت نظر آتی مغرب کی نماز تک اسی حیرانی کی کیفیت میں مبتلا رہا، خدیجہؓ نے میری تلاش میں ہر طرف قاصد بھیج رکھے تھے اور وُہ مجھے تلاش کر رہے تھے۔ جب بعض قاصد مجھ تک پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے۔ میں خدیجہؓ کی طرف اس حالت میں لوٹا کہ مدہوش تھا اور میرے اعضاء پر کپکپی طاری تھی"۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب میں خوف زدہ اور بے چین خدیجہ کے گھر آیا تو میں نے کہا: "زملونی زملونی"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا یہاں تک کہ آپ کا ڈر اور خوف جاتا رہا۔

ایک روایت اس طرح ہے کہ "جب میں خوف زدہ اور کانپتے ہُوئے خدیجہؓ کے گھر آیا اُس کے زانو کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اُس نے مجھ سے حال پُوچھا میں نے تمام صورتِ حال اُس کے سامنے بیان کر دی میں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میں اچانک کاہن نہ قرار دیا جاؤں"۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا پناہ بخدا، خدا تعالیٰ اپنے نہ ختم ہونے والے فیض سے آپ کو بھلائی اور خیر ہی عطا فرمائے گا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مجھے امید بلکہ یقین ہے کہ آپ اس امت کے پیغمبر ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا "لا تخف فان ربك لا يفعل بك شرا لا نك تقري الضيف و اصدق الحديث و تؤدي الاما نة و تعين الناس على النوائب و تؤدي اليتيم و تحسن الغريب و تحسن الخلق"۔ یعنی حق تعالیٰ آپ کے ساتھ کوئی نقصان دہ بات نہیں کرے گا کیونکہ آپ مہمان دوست، سچے، امین اور عاجزوں

کے مددگار ہیں، یتیموں کو پناہ دینے والے، مسافروں کے ساتھ بھلائی کرنے والے اور نیک خصلت ہیں۔ ان اخلاقِ حمیدہ کے ہوتے ہوئے کسی قسم کا خوف نہیں اور ایک روایت میں ہے

مایفعل اللہ بك الاخیر الانك حسن الوجہ وحسن الخلق وحسن الصوت وحسن القول وحسن العقل وحسن النیۃ۔

ورقہ بن نوفل کی گواہی

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور کہا میں اس واقعہ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کرتی ہوں دیکھیں وہ کیا کہتا ہے۔ ورقہ دین نصرانیت میں کامل تھا اور انجیل کی عربی میں کتابت کی تھی آسمانی کتابوں کا عالم تھا اس وقت بوڑھا اور نابینا ہو چکا تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا کہ مجھے جبرائیلؑ کے متعلق بتائیے۔ ورقہ نے کہا: قدوسٌ! قدوسٌ! جبرائیلؑ کو اس سرزمین سے جہاں بت پرست آباد ہیں کیا کام اور اسے اس ملک میں کون یاد کرتا ہے جبرائیلؑ اللہ جل وعلا کے پیغمبروں کی طرف اس کے رسول ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے کہ وہ مجھ پر نازل ہوا۔" اور تمام کیفیت اور صورتِ حال جیسا سُنی تھی بیان کر دی۔ ورقہ نے کہا: خدا کی قسم اگر جبرائیل علیہ السلام اس زمین پر اُترے ہیں تو خدا تعالیٰ ان گنت رحمتیں اس سرزمین پر بھیجے گا۔ اے خدیجہ! اگر تیری یہ بات درست ہے تو یہ وہی ناموسِ اکبر ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے پوچھا مجھے بتائیے کہ کیا تورات وانجیل میں یہ بات درج ہے کہ اس زمانہ میں ایک یتیم دفقیر شخص مبعوث ہوگا جسے اللہ تعالیٰ مالدار کر دے گا اور ایک حسب ونسب والی عورت اس سے شادی کرے گی۔ ورقہ نے کہا" ہاں اس عورت کی صفات تجھ جیسی ہیں"۔ حضرت خدیجہؓ نے دریافت کیا کیا کچھ اور صفات بھی ہیں۔ کہا ہاں ان میں سے چند صفات یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح پانی پر چلیں گے، عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مُردے آپ سے باتیں کریں گے، پتھر سلام کہیں گے، درخت آپ کی نبوت کی گواہی دیں گے۔

ایک روایت کے مطابق ورقہ نے خدیجہؓ سے کہا جس جگہ جبرائیل علیہ السلام آپ پر

نازل ہوئے ہیں وہاں دوبارہ نزول فرمائیں گے تو وہاں اپنے سر کے بال کھول دے اگر وہ وہاں ٹھہرا رہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس کے ساتھ گفتگو کریں اور اس کو دیکھیں تو وہ فرشتہ نہیں ہے اور اگر ایسی صورت میں وہ اپنی جگہ سے چلا جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ دیکھ سکیں تو وہ یقیناً فرشتہ ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ حضرت خدیجہ رض فرماتی ہیں کہ میں واپس آئی اور غارِ حرا میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ورقہ نے جو کچھ بتایا تھا آپ سے بیان کیا اور حضور سے عرض کیا: جب یہ شخص آئے مجھے اطلاع دیں۔ جب جبرائیل علیہ السلام دوسری مرتبہ اُترے آپ نے حضرت خدیجہ رض کو اطلاع دی۔ حضرت خدیجہ رض نے آپ کو دائیں ران پر بٹھا کر پوچھا کیا اب آپ جبرائیل ؑ کو دیکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر بائیں ران پر بٹھا کر پوچھا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر گود میں بٹھا کر یہی سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا "ہاں دیکھ رہا ہوں"۔ پھر حضرت خدیجہ رض نے اپنے سر کے بال کھول کر پھیلا دیے اور پوچھا: کیا اب بھی جبرائیل علیہ السلام دکھائی دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت خدیجہ رض نے کہا آپ کو مبارک ہو کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ہے جن و شیطان نہیں ہے، اور آپؐ اُس سے جو کچھ سنتے ہیں وحیِ الٰہی ہے شیطانی وسوسہ نہیں ہے۔

ناموسِ اکبر

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف سے اس کے وحی الٰہی ہونے کا یقین کامل تھا اور اس معاملہ میں آپ کو کوئی تردّد اور شک و شبہ نہیں تھا مگر چونکہ آغازِ وحی تھا اور ابھی آپ کو وحی سے مکمل موانست حاصل نہیں ہوئی تھی اس لیے فکر و اندیشہ سے خالی نہیں تھے یہاں تک کہ وہ تمام اندیشہ دل سے پورے طور پر دور ہو گیا اور مسلسل وحی کی آمد شروع ہو گئی۔ قرآن مجید آیت آیت اور سورہ سورہ آپ پر اترتا رہا انس حاصل ہو گیا اور دل سے کاملاً اندیشہ نکل گیا ثابت قدمی سے بارِ نبوّت اُٹھا لیا اور خلق کو دعوت کا کام شروع کر دیا چنانچہ حضرت خدیجہ رض پھر ورقہ کے پاس گئیں اور اُس سے تمام حالات بیان کیے اُس نے کہا یقیناً وہ ناموسِ اکبر ہے ؎

وان یك حقا یاخدیجة فاعلمی — حدیثك ایانا فاحمد مرسل

وجبریل یاتیه ومیکائیل معهما — من الله وحی لیشرح الصدر منزل

یفوز من فاز فیہ بنبوتہ — یشقی بہ العاتی القوی المضلل
فریقان منہم فرقۃ فی جنانہ — واخریٰ باخوان الجحیم تغلل
اذا ما دعوا بالویل فیہ شایعۃ — مقامع فیہا بانہم ثم مرجل
فسبحان ماتہوی الریاح بامرہ
ومن ہو فی الایام مایشاء ویفعل

ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف آوری

ورقہ نے حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بھیجیں تاکہ اپنے حالات کو آپ خود بیان کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ورقہ کے پاس تشریف لائے اور حالات بیان کیے۔ ورقہ نے کہا: "ابشر یا محمد ثم ابشر ثم ابشر" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً وہ پیغمبر ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی ہے آپ وہی احمد اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو ناموسِ اکبر عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا آپ پر بھی وہی نازل ہوا۔ عنقریب آپ کو جہاد اور کفار کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم ہوگا۔ اگر میں اس روز تک زندہ رہتا تو یقیناً آپ کی مدد کرتا۔ کاش! میں اُن دنوں جوان اور زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی تاکہ میں آپ کی امداد کرتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا مجھے اس شہر سے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کی مخالفت ایک جماعت نے نہ کی ہو اور اُسے دُکھ نہ پہنچایا ہو۔ بایں ہمہ ورقہ نے آپ کو بہت تسلّی دی اور حضور علیہ السلام کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ تھوڑے عرصہ بعد ورقہ فوت ہو گیا اور دعوتِ اسلام کا زمانہ نہ پا سکا۔

محمد اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے رمضان المبارک کے باقی دن غارِ حرا میں گزارے پھر آپ مکہ میں تشریف لائے آپ کا دستور مبارک یہ تھا کہ جب مکہ میں آتے کعبۃ اللہ میں جا کر طواف کرتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے۔ جب آپ طواف گاہ سے لوٹے ورقہ نے سوال کیا اے میرے بھتیجے! کیسے آپ نے کیا دیکھا اور کیا سُنا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات بیان کیے۔ اس نے کہا: والذی نفسی بیدہ انک النبی

بھذہ الامۃ الیٰ اٰخر الحکایت۔

ورقہ جنت میں

ورقہ کی وفات کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے ورقہ کو بہشت کے سبز کپڑے پہنے ہُوئے جنت میں دیکھا ہے کیونکہ وُہ مُجھ پر ایمان لایا تھا اور میری تصدیق کی تھی۔

عداس راہب سے ملاقات

حضرت خدیجہؓ ورقہ کی ملاقات کے بعد عداس راہب، جو ایک سال خوردہ بوڑھا تھا، بڑھاپے سے اس کے ابرو آنکھوں پر پڑے ہوئے تھے، کے پاس گئیں، عداس نے پوچھا: یہ خاتون (خدیجہؓ) زنانِ قریش میں سے بزرگ عورت ہے؟ کہا ہاں۔ عداس نے پگڑی سر پر رکھی اور خدمتگار سے کہا کہ میری آنکھوں سے ابرو اٹھائیں، حضرت خدیجہؓ سے کہا میرے اور نزدیک ہوکر بیٹھیں کیونکہ میرے کان بہرے ہیں حضرت خدیجہؓ نزدیک ہوکر بیٹھیں اور کہا مجھے جبرائیل علیہ السلام کے متعلق بتائیے۔ عداس سجدہ میں گر پڑا اور کہا قدوس قدوس ایسے شہر میں جہاں لوگ خدا کی بندگی نہیں کرتے جبرائیل علیہ السلام کا نام کیوں لیتے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا: مجھے آپ ضرور جبرائیل علیہ السلام کی خبر دیجئے۔ عداس نے کہا خدا کی قسم میں اس وقت تک کچھ نہیں کہوں گا جب تک مجھے اس کا سبب نہ بتاؤ گی اور یہ نہ بتاؤ گی کہ یہ بات آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا میں اس شرط پر آپ کو بتا سکتی ہُوں کہ آپ اس بات کو پوشیدہ رکھیں گے اور کسی دُوسرے کے سامنے ظاہر نہیں کریں گے۔ عداس نے رازداری کا وعدہ کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب کہتا ہے کہ جبرائیلؑ مجھ پر نازل ہوا ہے۔ عداس نے کہا یہ ناموسِ اکبر ہے جو موسیٰ، عیسیٰ علیہما السلام پر وحی لایا۔ خدا کی قسم اگر جبرائیل علیہ السلام اس شہر میں نازل ہو تو اس ملک میں خیرِ عظیم ظاہر ہو گی۔ لیکن اے خدیجہ! بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ شیطان کسی پر ظاہر ہوتا ہے اور اسے بہت سی صورتیں دکھاتا ہے اس وجہ سے اسے آسیب اور جنون ہو جاتا ہے۔ میری یہ کتاب آپ کو دکھائیں اگر شیطانی کام ہوگا تو اس کی برکت سے محفوظ رہے گا اور اگر رحمانی ہے تو درجات بلند ہونے کا سبب ہو گی۔ جب حضرت خدیجہؓ عداس کی کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس لائیں اس وقت جبرائیل علیہ السلام سورہ نٓ والقلم لائے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے آیات بینات پڑھ رہے تھے اور اس سورہ کی تکرار فرما رہے تھے

نٓ والقلم وما یسطرون ۝ ما انت بنعمة ربك بمجنون ۝ وان لك لاجراً غیر ممنون ۝ وانك لعلیٰ خلق عظیم ۝ فستبصر ویبصرون ۝ بایکم المفتون ۝ حضرت خدیجہؓ آیاتِ الٰہی سن کر بہت خوش ہوئیں۔

حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ میرے عداس کے پاس چلیں"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے ساتھ عداس کے پاس تشریف لے گئے۔ عداس نے خاتم النبیین علیہ السلام کو اپنے نزدیک بٹھا کر پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا، دیکھا کہ دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت چمک رہی ہے فوراً سجدہ میں گرا، بعدازاں سر اُٹھا کر کہا قدوس قدوس خدا کی قسم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ وہی پیغمبر ہیں جن کے متعلق حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام نے خوشخبری دی ہے۔ خدا کی قسم اگر میں اس وقت جب آپ لوگوں کو دین کی دعوت دیں گے زندہ ہُوا تو آپ کی طرف سے تلوار اٹھاؤں گا اور جہاد کروں گا۔ پھر پُوچھا: اے نبی اللہ! کیا آپ کو کسی بات کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ عداس نے کہا بہت جلد آپ کو حکم دیا جائے گا کہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں، لوگ آپ کو جھُوٹا کہیں گے مجبوراً آپ اس شہر سے ہجرت کریں گے فرشتے آپ کی مدد کریں گے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعا ان دوگواہوں کے ذریعہ مستحکم ہُوا اور آپ کی رسالت دلیل وحجت سے آراستہ ہُوئی۔

وحیِ الٰہی میں عارضی رُکاوٹ

پھر کچھ عرصہ وحی رُک گئی۔ کہا جاتا ہے کہ تین سال تک آسمان سے وحی نہ آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بے حد اندوہناک اور غمگین ہُوئے یہاں تک کہ کئی مرتبہ پہاڑ کی چوٹی سے خود کو گرانے کا ارادہ کیا ہر مرتبہ جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے یا محمدؐ انك رسول الله حقا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام فرماتے "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہاں جاتے ہیں میں جبرائیل آپ کا دوست اور بھائی ہوں"۔ اس سے آپ کو اطمینان

وسکون ملتا۔

دوبارہ نزول وحی اور سورۃ مدثر

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس زمانہ میں وحی رکی ہوئی تھی میں ایک راستہ پر جا رہا تھا اچانک آسمان سے ایک آواز سنی، نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ تھا جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا یعنی جبرائیل علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ مجھ پر اس سے خوف و دہشت طاری ہوگئی گھر لوٹا اور کہا "زملونی زملونی" پس مجھے ڈھانپ دیا گیا، خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی یاایھا المدثر قم فانذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر ولا تمنن تستكثر۔ ؎

گفت بمن دلبر من قم قسم قم — قم فانذر سخن عشق بگو جم جم جم
خیز تاچند زنی طبل تو در زیر گلیم — پردہ بردار کہ خورشید شود پیش تو گم
سر بر آور ز گلیم و بنما ہمچو کلیم
ید بیضا و ز خورشید ستاں طاق طرم۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چادرِ تبلیغ کو کندھے پر اور تاجِ دعوت کو سر پر رکھا پھر وحی عام آنے لگی۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ کچھ عرصہ کے لیے وحی کی آمد میں تاخیر ہوگئی تھی اس تاخیر میں بھی اللہ کی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔

تاخیرِ وحی میں حکمت

وحی میں توقف کی حکمت یوں بیان کی گئی ہے کہ تین سال تک اسرافیل علیہ السلام آپ کے ساتھ رہے اس دوران میں جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہیں لائے یہ قول امام ابن جوزی کا ہے۔

کتاب وفا، ابن اثیر اور جامع اصول میں بعض اہلِ اشارت نے اس کی حکمت یوں بیان کی ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں شوق پیدا کرنا مقصود تھا، آپ کا اشتیاق یہاں تک پہنچا کہ کئی مرتبہ اس جدائی کی وجہ سے خود کو پہاڑ سے گرانے کا عزم کیا آپ کے دل میں انتہائی آتش شوق مشتعل تھی۔ ؎

گفتم کہ کوہ گیرم وزیں غم بدر روم — اوموے دام کرد و مرا در کمر گرفت

سودائے عشق او ہمہ اجزائے من بسوخت   آتش چو در گرفت ہمہ خشک و تر گرفت

ہر کس بقدر سوختہ گشتند ناتمام

آتش مگر بجز من ما بیشتر گرفت

ابتدائے وحی

تحقیق ابتدائے وحی بزرگانِ فن سیر و تواریخ مثل محمد بن اسحاق اور ائمہ حدیث کی ایک بڑی جماعت کا یہ خیال ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰن کے مطابق نزولِ وحی کی ابتداء رمضان المبارک میں ہوئی تھی اس امر پر ایک بڑی دلیل اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہے لیکن محدثین اور اہل سیرت نے ابتدائے نزولِ وحی کو تیسری، آٹھویں یا بارھویں ربیع الاول ولادت کے اکتالیسویں سال میں شمار کیا ہے۔ جامع الاصول میں اس قول کو ترجیح دی گئی ہے اور مندرجہ بالا آیات کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اس سے مراد لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل ہونا ہے۔ ایک روایت کے مطابق قرآن ایک ہی دفعہ لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اُترا، پھر وہاں سے حسبِ ضرورت وقتاً فوقتاً تین سال میں نازل ہوا۔ یہ روایت پہلے قول کی تائید کرتی ہے، بعض نے اس کی اس طرح تاویل کی ہے کہ خواب میں ابتدائے وحی ربیع الاول میں اکتالیس سن میں ہوئی اور اسی سال بیداری میں نزولِ قرآن کی ابتداء رمضان میں ہوئی واللہ اعلم۔

روایات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اُترنے والی سورہ اقرأ تھی۔ اور ایک روایت کے مطابق "یا ایّھا المدثر" تھی۔ حضرت خدیجہؓ سے ایک روایت میں سورہ فاتحۃ الکتاب بھی منقول ہے۔

سُورہ فاتحہ کا نزول ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں تنہا ہوتا ہوں آواز سنتا ہوں جیسے کوئی کہہ رہا ہو یا محمد یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مجھ پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ کے پاس لے گئیں اور تمام قصہ بیان کیا ورقہ نے کہا جب دوبارہ آپ یہ

آواز سُنیں اسی جگہ رُک جائیں دیکھیں وُہ کیا کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اب کی بار جب یہ آواز سُنی تو ٹھہر گئے اور کہا "لبیک"۔ آواز دینے والے نے کہا اشھد ان لا اللہ الا اللہ و انک رسول اللہ پھر کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین آخر تک فاتحۃ الکتاب پڑھی۔

دونوں روایتوں میں مطابقت

بعض علماء متاخرین نے دونوں روایتوں میں اس طرح مطابقت پیدا کی ہے کہ سورۂ اقرأ مطلقاً سب سے پہلے نازل ہُوئی۔ پہلی دفعہ وحی منقطع ہونے کے بعد سب سے پہلے سورہ المدثر نازل ہُوئی اور غارِ حرا میں جبرائیل علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے پہلے سورہ فاتحہ نازل ہُوئی۔

بعض دوسرے علماء کہتے ہیں کہ اولیت حقیقی اقراء کو حاصل ہے اور دُوسری سورتوں کا اوّل ہونا اضافی ہے یعنی پہلی سورۃ جو تبلیغ پر دلالت کرے سورۂ مدثر کی پہلی آیت تھی اور سب سے پہلی مکمل سورۃ جو نازل ہُوئی سورہ فاتحۃ الکتاب تھی۔ واللہ اعلم

کیفیتِ وحی

وحی کس کیفیت سے اترتی تھی؟ یہ ہے کہ سب سے پہلے سچے خواب تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ ماہ تک ایسے خواب آتے رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اوّل ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیاء الصالحۃ۔ دُوسرا یہ کہ جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر اس طرح القاء کرتے کہ جبرائیل امین آپ کو دکھائی دیتے چنانچہ "نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبک لتکون من المنذرین" اس امر کی دلیل ہے اور صحیح حدیث ان روح القدس نفث فی روعی اسی معنی کی گواہی دیتی ہے تیسری صورت یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر انسانی شکل وصورت میں ظاہر ہوتے اور وحی کو آپ پر پڑھتے جاتے تھے چنانچہ اکثر اوقات دحیہ کلبیؓ کی شکل میں متمثل ہوتے تھے اور بعض صحابہؓ آپ کو اس شکل میں دیکھتے تھے۔ چوتھی وحی کی صورت گھنٹی کی آواز کی طرح ہوتی تھی یہ صورت دوسری تمام صورتوں سے آپ پر زیادہ دشوار ہوتی تھی۔ چنانچہ اگر اونٹ پر سوار ہوتے اور اس قسم کی وحی اترتی تو اُونٹ کی ٹانگیں بوجھ کی وجہ سے

ٹیڑھی ہونے لگتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن سخت سردیوں کے موسم میں مَیں نے دیکھا کہ آپ پر وحی نازل ہُوئی انتہائی دشواری اور سختی کی وجہ سے آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آگیا۔ امام احمد حنبل رحمہ اللہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پیچھے تشریف فرما تھے اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ حاضر ہُوئے اور آداب بجالائے آپ نے اُنھیں بٹھایا وہ بیٹھ کر آپ سے گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی پھر زمین کی طرف دیکھا، اپنے دائیں پہلو پر ہو گئے اور عثمان رضؓ کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس شخص کی مانند جو تعلیم میں مصروف ہو سر مبارک سے اشارہ فرماتے رہے تھوڑی دیر کے بعد آپؐ نے آسمان کی طرف دیکھا اور عثمان رضؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابن مظعون کہتے ہیں "میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے جیسے آج آپ کو دیکھا ہے کبھی نہیں دیکھا۔" آپ نے دریافت فرمایا کہ تم نے کیسے دیکھا، میں نے تمام حالت بیان کر دی، آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قاصد پیغام لے کر آیا تھا، میں نے عرض کیا وہ پیغام کیا تھا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔" حضرت عثمان رضؓ نے کہا اگرچہ میں مسلمان ہو چکا تھا لیکن پُورے طور پر اسلام میرے دل میں جاگزیں نہیں ہُوا تھا۔ جس وقت مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال دیکھا اسلام میرے دل میں پورے طور پر اُتر گیا اور حضور علیہ السلام کی محبت میرے دل پر غالب آگئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نے کہا ایک روز جبکہ آیت لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ نازل ہو چکی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہُوا تھا آپؐ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ یہی آیت لکھ رہا تھا کہ عبد اللہ بن مکتوم (نابینا) حاضر ہُوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا عذر ظاہر ہو چکا ہے یعنی میں نابینا ہُوں اور غزوہ میں شریک نہیں ہو سکتا فوراً آیت غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ نازل ہُوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نزولِ وحی سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک اس قدر بھاری ہو گیا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہُوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی اور بلاشک اس قسم کے حالات چوتھی قسم کی وحی کے لوازمات میں سے تھے۔

وحی کی پانچویں قسم یہ تھی کہ جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دیکھتے اور جبرائیل امین آپ پر وحی تلاوت کرتے تھے۔ چھٹی قسم وحی کی وُہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں جبرائیل امین سے اس کی اصلی صورت میں اخذ کی۔ ساتویں قسم وُہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے بغیر کسی واسطہ کے پردے کے پیچھے سے شبِ معراج میں کلام کی اور آٹھویں قسم میں خدا تعالیٰ نے معراج کی رات بغیر کسی واسطہ اور بغیر پردے کے رُوبرو بات کی اور اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ۔

مطلق ازانجا کہ پسندیدہ نیست ۔۔۔ دید خدارا و خدا دیدہ نیست
دید محمد نہ بچشم دگر ۔۔۔ بلکہ بایں چشم سراں چشم سر
خورد شرابے کہ حق آمیختہ ۔۔۔ جرعۂ آں بر دل ما ریختہ
ہمنشں از گنج توانگر شدہ ۔۔۔ جملۂ مقصود میسر شدہ

زاں سفر عشق بہناز آمدہ
در نفسے رفتہ و باز آمدہ

وحی کا جلال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ فترت کے زمانہ میں یعنی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں جبکہ وحی رکی ہوئی تھی جو قریباً چھ سال کا عرصہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دوبارہ وحی شروع ہُوئی تو فرشتے اس کے کروفر کو سُن کر بے ہوش ہو گئے انھیں خیال گزرا کہ قیامت آپہنچی ۔جب معلوم ہوا کہ وحیِ الٰہی نازل ہُوئی ہے تو انھوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ وحی آپ کس کی طرف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ۔ فرشتے کہنے لگے "اللہ اکبر قد قامت الساعۃ"۔ یقیناً قیامت آگئی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قیامت کے شرائط میں سے ہے ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا لما تکلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سمع اہل السماء صلصلة کصلصلة الحدید علی الصفا فخروا سجدا او غشی علیہم و فی روایة لم نزل آیة الا ارتعدت بہا الملٰئکة وسمع فی السماء صلصلة کصلصلة جرت فی الزجاجة (اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب کلام فرمائی تو آسمان والوں نے لوہے کی گھنٹی کی جھنکار سنی پس وہ سجدے میں گر گئے اور بے ہوش ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کبھی آیت اترتی فرشتے کانپ اٹھتے اور آسمان پر گھنٹی کی طرح آواز سنی جاتی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ اسلام پر لبیک کہنے والے

حضرت خدیجہؓ کا اسلام لانا سیر و تواریخ کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "قُمْ فَانْذِرْ" کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ سے تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ آپ تبلیغ کے لیے تیار ہوئے اور لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے میں مصروف ہوئے۔ جس ہستی نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت کو قبول کرنے کا شرف حاصل کیا، ہدایت کی قینچی سے گمراہی کے پردوں کو کاٹا، جسم پر سب سے پہلے ایمان کی خلعت کو پہنا اور اپنے سر پر عرفان کا تاج رکھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب واضح دلائل و براہین سے یقین ہو گیا کہ آپ برحق پیغمبر ہیں تو سب سے پہلے آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اسلام کی دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رہنمائی فرمائی حضرت خدیجہؓ نے بلا توقف دین اسلام کو قبول کیا اور سبقت لے جانے والے لوگوں میں سے ہو گئیں بلکہ تمام پہل کرنے والوں میں سے آپؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

حضرت خدیجہؓ غارِ حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کو ساتھ لیا اور اس چشمہ پر لے گئے جو جبرائیل علیہ السلام